سوال

(281)قبرستان جانے کے مقاصد

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں احمد خان پھلاڈیوں صوبہ سندھ سے لکھ رہا ہوں۔ایک مسئلہ ہے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اہلحدیث حضرات جب قل ختم چہلم وغیرہ کو نہیں مانتے تو قبرستان جا کر کیا کرتے ہیں ؟ مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا قبرستان جا کر کیا معمول تھا ؟ قرآن پڑھنا بھی قبرستان پر منع ہے ؟ لوگ کہتے ہیں کہ آپ مردہ کو قرآن پڑھ کر بخشنے کے خلاف ہیں ؟

اس مسئلہ پر ایک سیر حاصل بحث بحوالہ کتاب وسنت لکھ کر درج ذیل پتہ پر بھیج دیں۔ (احمد خان مری بلوچ سندھ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قبرستان جانے کے کئی مقاصد ہیں :

1) نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ آپ ﷺ قبرستان جا کر مردوں کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا :

حتی جاء البقیع فقام ' فاطال القیام ' ثم رفع یدیہ ثلاث مرات ثم انحرف فانحرفت ۔ ۔ ۔ "

حتی کہ آپ ﷺ بقیع (مدینہ کے قبرستان) پہنچ کر کھڑے ہوگئے، آپ (کافی) لمبی دیر کھڑے رہے۔ پھر آپ نے تین دفعہ (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھائے۔ پھر آپ ﷺ واپس لوٹے تو میں (بھی) واپس لوٹی ۔ ۔ ۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز باب مایقال عند دخول القبور والدعاء ح 103/974 وترقیم دارالاسلام :2256)

پھر آپ ﷺ نے اپنی زوجہ طیبہ عائشہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ جبر ئیل (علیہ السلام) نے آکر مجھے کہا : آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ بقیع والوں (کی قبروں) کے پاس جا کر ان کے لیے (دعائے) استغفار کرو۔ (مسلم :974حوالہ مذکورہ)

عبداللہ بن ابی ملیکہ (ثقہ فقیہ تابعی) سے روایت ہے :

ان عائشہ اقبلت ذات یوم من المقابر فقلت لہا : یاام المومنین ! من این اقبلت ؟ قالت : من قبر اخی عبدالرحمن بن ابی بکر ' فقلت لہا : الیس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن زیارۃ المقبور ؟ قالت : نعم کان نہی ثم امر بزیارتہا"

بے شک ایک دن (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا قبرستان سے آئیں تو میں نے ان سے پوچھا : اے ام المومنین ! آپ کہاں سے آئی ہیں ؟ انھوں نے فرمایا : اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہ) کی قبر سے ۔ میں نے انھیں کہا : کیا یارسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع نہیں کیا تھا ؟ انھوں نے فرمایا : جی ہاں آپ نے منع کیا تھا پھر زیارت (کی رخصت) کا حکم دے دیا تھا ۔

(المستدرک للحاکم 376/1 ح 1392 والبیہقی 4/78 وسندہ صحیح وصححہ الذہبی والبوصیری وغیرہما ، دیکھئے احکام الجنائز للالبانی ص 181)

اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے :

اول : قبروں کی زیارت سے منع والا حکم منسوخ ہے ۔

دوم : عورتوں کے لیے جائز ہے کہ وہ کبھی کبھار اپنے قریبی رشتہ داروں کی قبروں کی زیارت کر لیں ۔ صحیح بخاری (1283) کی ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کو (اپنے بچے کی) قبر کے پاس روتے دیکھا تو صبر کی نصیحت کی (مگر آپ نے اسے قبر پر آنے سے منع نہیں کیا) دیکھئے فتح الباری (ج 3 ص 148)

تنبیہ : 1) عورتوں کا کثرت سے قبروں کی زیارت کرنا ممنوع ہے ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن زوارات القبور" بے شک رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی بہت زیادہ زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ۔

(سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی کراھیہ زیارۃ القبور للنساء ح 1056 وقال : ھذا حدیث حسن صحیح " وصححہ ابن حبان الاحسان : 3178 وسندہ حسن)

تنبیہ (2) عورتوں کا غیر لوگوں کی قبروں کی زیارت کرنا ممنوع ہے ۔ سنن ابی داود کی ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنی امت کو سمجھانے کے لیے) اپنی پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا : اگر تو کدی (قبرستان) تک چلی جاتی تو ۔ ۔ ۔ ۔ آپ نے سخت الفاظ بیان فرمائے ۔

(ح 3123 وسندہ صححہ الحاکم علی شرط الشیخین 373/1 - 374 ووافقہ الذہبی (1) وحسنہ المنذری والہیثمی) اس حدیث کے راوی ربیعہ بن سیف جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں ۔

(دیکھئے نیل المقصود قلمی 2/714 ح 3123 وعمدۃ المساعی تحقیق سنن النسائی قلمی 1/188 ح 1881)

اس شدید وعید والی حدیث سے ثابت ہے کہ عورتوں کے لئے غیر مردوں کی قبرون پر جانا ممنوع ہے ۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا : ((فزوروا القبور فانہا تذکرکم الموت)) پس قبروں کی زیارت کرو کیونکہ یہ (زیارت) تمہیں موت یاد دلائے گی ۔ (ح 976/108 ودارالسلام : 2259)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((و نھیتکم عن زیارۃ القبور فمن اراد ان یزور فلیزر ولا تقولوا ھجرا))

اور میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا پس جو شخص زیارت کرنا چاہے تو کرلے اور (وہاں) باطل باتیں نہ کہنا (سنن النسائی 4/89 ح 2035 والسنن الکبریٰ للنسائی :2160 اسنادہ صحیح/ عمدۃ المساعی 203/1)

2) قبرستان میں جانے سے موت اور آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ انسان نصیحت و عبرت حاصل کرتا ہے جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے۔

3۔ قبرستان میں جاکر مسلمان مردوں کے لیے دعائے استغفار کی جاتی ہے۔

تفصیلی دلائل کے لیے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الجنائز" وغیرہ دیکھ لیں۔ مختصراً عرض ہے کہ اہل سنت یعنی اہل حدیث قبرستان جاکر مردوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور آخرت و موت کو یاد کرتے ہیں۔ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل بھی ہوجاتا ہے۔

اہل حدیث لوگ قبروں پر جاکر باطل (کتاب وسنت کے مخالف) اعمال نہیں کرتے اور نہ باطل باتیں کرتے ہیں۔ قبروں جاکر مردوں سے دعائیں کرنا انھیں اللہ کے سامنے بطور وسیلہ پیش کرنا، شرکیہ وبدعیہ حرکات کرنا، چادریں چڑھانا، قل اور چہلم کرنا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشنا، وغیرہ کاموں کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث واجماع اور آثار سلف صالحین سے نہیں لہٰذا یہ سب اعمال باطل اور اہل حدیث ان سے مکمل طور پر اجتناب کرتے ہیں۔

قبروں پر جو شرکیہ اعمال اور منافی کتاب وسنت حرکات ہورہی ہیں آپ خود جاکر ان کا نظارہ کرسکتے ہیں تاکہ ان لوگوں کا بذات خود رد کرسکیں۔ ان قبر پرستوں کی قبر پرستی پر "اصل عبادۃ الاوثان" بتوں کی عبادت کی اصل کا باب باندھ کر علامہ جلال الدین السیوطی (متوفی 911ھ) لکھتے ہیں:

"ولهذا تجد أقواماً كثيرة من الضالين يتضرعون عند قبر الصالحين، ويخشعون، ويتذللون، ويعبدونهم بقلوبهم عبادة لايفعلونها في بيوت الله المساجد، بل ولا في الاسحار بين يدي الله تعالى، ويرجون من الصلاة عندها والدعاء مالا يرجونه في المساجد التي تشد إليها الرحال"

اور اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ بہت سے گمراہ لوگ نیک لوگوں کی قبروں کے پاس گڑگڑاتے، خشوع اور عاجزی کرتے (ہوئے مانگتے) ہیں۔ اور اپنے دلوں سے ان (مردوں) کی ایسی عبادت کرتے ہیں جو اللہ کے (مقرر کردہ) گھروں مسجدوں میں (اللہ کی عبادت) نہیں کرتے۔ بلکہ سحری کے وقت اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر ایسی عبادت نہیں کرتے۔ یہ لوگ قبروں کے پاس نماز و دعاء سے ایسی امیدیں رکھتے ہیں جو وہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں بھی نہیں رکھتے۔ (الامر بالاتباع والنھی عن الابتداع ص: 63)

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی مسجد یا جگہ کی طرف خاص ثواب و برکت کے لیے سفر کرنا ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے صحیح البخاری (1189) وصحیح مسلم (1397)

ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوہ طور پر تشریف لے گئے تو سیدنا بصرہ بن ابی بصرہ الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فرمایا: اگر مجھے آپ کے جانے سے پہلے پتا چل جاتا تو آپ نہ جاتے، پھر انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی۔

دیکھئے موطا امام مالک (ج1 ص109 ح239 وسندہ صحیح)

اسے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (موارد الظمان: 1024) نے صحیح کہا ہے اور یہ روایت اپنے بعض متن کے ساتھ مختصراً سنن ابی داؤد (1046) وسنن الترمذی (491 وقال حسن صحیح) وصحیح ابن خزیمہ (1738) اور المستدرک للحاکم (1/278، 279 وصححہ علی شرط الشیخین ووافقہ الذہبی) میں موجود ہے۔

معلوم ہوا کہ کوہ طور پر ثواب حاصل کرنے کے لیے سفر کرکے جانا جائز نہیں ہے تو قبروں کی طرف سفر کرکے جانا بھی جائز نہیں ہے۔ اسی لیے شاہ ولی اللہ الدھلوی الحنفی (متوفی

1176ھ) لکھتے ہیں۔

"والحق عندي أن القبر و محل عبادة ولی من أولیاء اللہ والطور کل ذلک سواء فی النہی"

اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ بے شک قبر اللہ کے ولیوں میں سے کسی ولی کی عبادت گاہ اور کوہ طور ممانعت میں سب برابر ہیں۔ واللہ اعلم۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج1 ص192 من ابواب الصلوۃ المساجد)

آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ رسم قل ملاجی کا ختم شریف اور چہلم وغیرہ اعمال کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ قرآن پڑھ کر مردوں کو بخش دینا بھی کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے جبکہ آیت :

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ٣٩ ... سورة النجم

انسان کو وہی ملے گا جس کی وہ کوشش کرے (سورۃ النجم: 39) سے ثابت ہے کہ قرآن مجید کا ثواب مردوں کو نہیں پہنچتا۔

حافظ ابن کثیر الدمشقی (متوفی 774ھ) لکھتے ہیں۔

"ومن ہذہ الآیۃ استنبط الشافعی ومن اتبعہ، أن القراءۃ لا یصل إہداء ثوابہا إلی الموتی لأنہ لیس من عملہم ولا کسبہم، ولہذا لم یندب إلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أمتہ، ولا حثہم علیہ، ولا أرشدہم إلیہ بنص ولا إیماء، ولم ینقل ذلک عن أحد من الصحابۃ، ولو کان خیرا لسبقونا إلیہ"

اس آیت کریمہ سے (امام) شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین نے یہ (مسئلہ) استنباط کیا ہے کہ قرآءت کا ثواب مردوں کو بخشنے سے نہیں پہنچتا کیونکہ یہ ان کے اعمال اور کمائی سے نہیں ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس طرف ترغیب اور حکم نہیں دیا اور نہ کوئی صریح بات ارشاد فرمائی ہے۔ اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں کسی ایک سے یہ کام ثابت ہے۔ اگر یہ کام بہتر ہوتا تو ہم سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اس پر عمل کرتے۔

(تفسیر ابن کثیر تحقیق عبدلرزاق المہدی ج6 ص38، سورۃ النجم: 39)

امید ہے کہ اب آپ یہ مسئلہ سمجھ گئے ہوں گے۔ ان شاء اللہ (9/ ربیع الاول 1426ھ) (الحدیث: 14)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد1۔ کتاب الجنائز۔ صفحہ522

محدث فتویٰ